AKHWAN UL MUSLAMEEN

مقاصد تحریک و منہج:

حسن البنّا 1906ء میں مصر کی ایک دُور افتادہ بستی میں ایک غریب دیہاتی گھرانے کے اندر پیدا ہوئے اور 1949ء میں وہ قاہرہ کی سب سے بڑی سڑک پر شہید کر دیے گئے۔ انہیں شہید کرنے کے لیے انگریز یہودی، مصر کی کٹھ پتلی حکومت اور شاہ فاروق سب طاقتوں کو مل جل کر سازش تیار کرنا پڑی۔ ان کی کُل عمر 43 سال ہوئی ہے۔ الاخوان کی تاسیس 1928ء میں عمل میں آئی۔ گویا 20 سال کے اندر اس مرد قلندر نے ایک ایسی تحریک ملک کے اندر کھڑی کر دی جس نے تاریخ کا دھارا بدل کر رکھ دیا۔ وہ قوم جو "جاہلیت" کے نرغے میں جا چکی تھی اُسے دوبارہ اسلام کی طرف موڑ دیا۔ وہ نوجوان جو الحاد و اباحیت میں ڈوب رہا تھا اور وطنیت، قومیت اور دوسرے جاہلی افکار کا علمبردار بن چکا تھا اس تحریک کی بدولت اُس کی ایسی کایا پلٹی کی اب اس کی زبانوں پر یہ نعرہ تھا:

الله غایتنا (الله کی خوشنودی ہمارا اصل مدعا ہے)

الرسول زعیمنا (رسول ہمارا قائد ہے)

القرآن دستورنا (قرآن ہمارا دستور ہے)

الجهاد سبیلنا (جہاد ہمارا راستہ ہے)

الموت فی سبیل الله اسمیٰ امانینا (الله کی راہ میں جان دے دینا ہماری بلند ترین آرزو ہے)

اس تحریک کے مقاصد کو خود حسن البنا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ہم مسلم فرد، مسلم گھرانہ، مسلم قوم اور مسلم حکومت چاہتے ہیں اور ایک مملکت اسلامیہ کا قیام جو تمام مسلم قوم اور مسلم حکومت اور بکھرے ہوئے مسلمانوں کو جوڑ سکے۔ ان کی کھوئی ہوئی زمینیں واپس دلا سکے اور ان کا مجد و شرف بحال کرا سکے جہاد دعوت کا علم بلند کر سکے تا آنکہ پوری دنیا اس دعوت کی روشنی سے منور ہو جائے۔

اس کے ساتھ ہی وہ اخوان کو خطاب کر کے کہتے ہیں کہ یاد رکھو کہ ہمارے دو اساسی مقاصد ہیں

1. وطن اسلامی ہر اجنبی اقتدار سے آزاد ہو جائے کہ آزادی ہر انسان کا ایک فطری حق ہے جس کا انکار کوئی ظالم ڈکٹیٹر ہی کر سکتا ہے
2. اس آزاد وطن میں ایک آزاد اسلامی سلطنت قائم ہو جو اسلام کے احکام پر عمل کرے۔ اس کے راست اصولوں کا اعلان کرے اور اس کے عدل پر مبنی دعوت کو تمام لوگوں میں عام کرے۔[1]

اس تحریک کا حسن البناء یہ کہہ کر تعارف کراتے تھے تاکہ تصور اسلام کی جامعیت کے ذریعہ اصلاحی پہلو کو اجاگر کیا جائے۔

اخوان المسلمین کی فکری بنیادوں کی ذیل میں چھ اصولوں کو ہم مقصد کی وضاحت کا عنوان بھی دے سکتے ہیں۔ فکر، مراحل، اہداف، وسائل اور طریق کار کی وضاحت کے لیے مندرجہ ذیل ترتیب ہے:۔

1. تحریکی اور دیگر افکار کے درمیان واضح اور حتمی طور پر فرق بیان کرنا۔
2. ترجیحات (بڑے مقاصد) کی مرحلہ وار اہداف کے طور پر حد بندی کرنا، اور ان اصول و حدود کی نشاندہی کرنا کہ جن سے کبھی بھی مقاصد کے حصول میں تجاوز نہیں ہونا چاہیے۔

---

[1] ڈاکٹر عبید الله فہد فلاحی، اخوان المسلمون: تزکیہ، ادب، شہادت، کشمیر، القلم پبلیکیشنز، ٹرک یارڈ، بارہ مولہ کشمیر، 2011 صفحہ 86

3. راہ دعوت کے بڑے مراحل کی وضاحت کرنا(بیج بونا،اس کی دیکھ بھال کرنا، تنے کا زمین سے نکلنا، اس کا مضبوط ہونا اور پھر اپنی بنیادوں پر کھڑا ہونا)
4. موجودہ بگاڑ کا اندازہ کرنا، اس کے حجم، وسائل، پھیلاؤ اور نشوونما کے سرچشمے کو جاننا
5. اپنی افرادی قوت کا صحیح اندازہ لگانا۔ اصلاح اور تبدیلی کے لیے اپنے ساتھیوں کی قوت ارادی کا صحیح اندازہ ہونا، کیونکہ اصلاح اور تبدیلی کی کٹھن ذمہ داری انہی کو نبھانا ہوگی
6. امکانات اور وسائل کو سامنے رکھنا اور انھیں اس طرح ترتیب دینا کہ ضرورت کے وقت ان کا استعمال ممکن ہو سکے، یا کم از کم بنیادی اہداف کے لیے ان کو بروئے کار لایا جاسکے۔

ان چھ اصولوں کو امام حسن البنا کی وسیع تر فکری بنیادوں سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان کا ذہن صاف اور فکر پاکیزہ ہے۔ قاری ایک نظر ہی سے ان کی فکر گہرائی کا اندازہ کر لیتا ہے۔

الرسالہ العامۃ للجماعۃ میں شیخ حسن البناء نے اخوان کے مقاصد کے حصول کے لیے عام وسائل کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

ہم ان مقاصد کو کیسے حاصل کریں؟

صرف تحریریں، تقریریں، اسباق و مذاکرات، مرض کی تشخیص اور علاج کی تجویز بے سود ہیں، ان سے نہ مقصد حاصل ہوتا ہے، نہ داعی کسی غرض وغایت تک پہنچ پاتے ہیں، بلکہ تمام تحریکوں کے وسائل ہوتے ہیں جن کو اختیار کرنا اور ان کے لیے کام کرنا پڑتا ہے، عام وسائل جن میں تغیر و تبدیلی بھی نہیں ہوتی وہ یہ ہیں:۔

1. پختہ ایمان و یقین
2. باریک بینی سے تشکیل و تکوین
3. مسلسل جدوجہد

اے اخوان یہی تمہارے وسائل بھی ہیں، اس لیے اپنے افکار وخیالات پر ایمان ویقین رکھو، ان پر متحد رہو، ان کے لیے کام کرو اور ان پر جمے رہو۔

اس تحریک کے قیام کے وقت حسن البناء کی عمر فقط 22 سال تھی۔ ان کی تحریک کی حکمت عملی بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے حمس (تحریک پُر امن معاشرہ) الجزائر کے سربراہ ابو جرۃ عبد اللہ سلطانی لکھتے ہیں کہ

تحریک کے چار بنیادی نکات ہیں:۔

1. اخوان کے فکر کا واضح ہونا
2. مراحل کا واضح ہونا
3. اہداف و مقاصد کا واضح ہونا
4. وسائل و ذرائع کا واضح ہونا

خود امام حسن البناء اپنے کتابچے دعوتنا فی طور جدید (ہماری دعوت نئے پیرائے) میں رقم طراز ہیں کہ ہماری دعوت کا طریق کار اسلام کی پہلی دعوت کے طریق کار سے مختلف نہیں ہے، بلکہ یہ دعوت حقیقی معنوں میں اس دعوت کی بازگشت ہے جس کا نعرہ صدیوں پہلے محمد رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں بلند کیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے ذہنوں

کو نبوت کے اس روشن عہد کی طرف لوٹائیں جو وحی الہی کی عظمت کا شاہد تھا، تاکہ اپنے پہلے معلم سید المرسلین ﷺ کی تعلیمات کے پیش نظر اصلاح معاشرہ کے اسباق دہرائیں اور نئے سرے سے دعوتی درس کی مشق کریں[2]

یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ ہر اصلاحی تحریک کا نقطہ آغاز کیا ہے؟ امام حسن البنا کی فکری، دعوتی اور اصلاحی تحریک کا نقطہ آغاز یہ ہے کہ انہوں نے گذشتہ تمام اصلاحی تحریکوں کے تجربات کی مناسب جانچ پرکھ کی، ان سے نتائج اخذ کئے، اپنا حاصل مطالعہ ایک اصلاحی تحریک کے آغاز کے لیے چھ بڑے اصولوں کی صورت میں پیش کیا، اور انہی اصولوں پر اپنی تحریک کی بنیاد بھی رکھی۔ انہوں نے واضح کیا کہ ایک اصلاحی تحریک کے اپنے تشکیلی دور میں طریق کار، خصوصیات، مراحل، اہداف اور وسائل کیا ہوتے ہیں؟ یہ بھی بتایا کہ دنیا میں تبدیلی کے لیے ضروری ہے کہ ایک تحریک کا طریق کار وسیع تناظر میں ہو، اس کی منصوبہ بندی حقائق پر مبنی راستہ بنانے کی بنیاد پر ہو، اور پیش قدمی کرنے کے لئے اس کا افق عالمی اور معتدل ہو۔ یہی اخوان المسلمین کی تحریک کی سب سے اہم خصوصیات ہیں۔ اسحاق موسیٰ حسنی کے الفاظ میں

> تحریک اپنے ابتدائی سالوں میں خالصتاً ایک دینی تحریک تھی نہ تو اخوان پر کسی سیاسی جماعت کے اثرات تھے اور نہ ہی حسن البنا نے اخوان المسلمین کو سیاست میں گھسیٹا لیکن جب دوسری جنگ عظیم کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوئے تو شیخ نے پہلی دفعہ باضابطہ سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔[3]

مراحل دعوت

اخوان المسلمین کے دعوت کے تین مراحل حسن البنا نے بیان کئے جو تعارف، تنظیم اور تنفیذ پر مشتمل ہیں۔ ان کی تفصیلات ذیل میں ہیں:۔

1. تعارف: یعنی لوگوں کو اس دعوت کے عام فکر سے روشناس کرانا اور اس کے حلقہ تعارف کو زیادہ سے زیادہ وسیع کرنا۔ اس مرحلہ میں دعوت کا نظام وہی ہو گا جو انتظامی انجمنوں کو ہوا کرتا ہے اور اس کی تمام تر توجہ رفاہ عامہ کے کاموں پر ہو گی۔ اسکے لیے وعظ و تلقین کی راہ اختیار کرے گی، کبھی مفید اداروں کا قیام عمل میں لائے گی اور کبھی وہ دوسرے عملی وسائل سے کام لے گی۔
2. تنظیم: فریضہ جہاد کی زہرہ گداز آزمائشوں کی جو لوگ تاب لا سکتے ہیں ان کی ایک مشترکہ تنظیم بنانا اس مرحلہ میں دعوتی نظام روحانی پہلو سے زیادہ صوفیانہ ہو گا اور عملی پہلو سے خالص سپاہیانہ، اور یہ بات معلوم ہے کہ صوفیانہ زندگی ہو یا سپاہیانہ ہمیشہ ہی سے دونوں کا شعار رہا ہے، سننا اور دوڑنا بغیر کسی شک، بغیر کسی تردد اور بغیر کسی ناگواری کے اشارہ پاتے ہی سر تسلیم واطاعت خم کر دینا۔
3. تنفیذ: اس مرحلہ میں دعوت اسلامی جہاد کی ایک للکار ہو گی، ایک سعی مسلسل اور ایک جہد بے خطر ہو گی۔ اب تو بس حصول مقصد کی لگن ہو گی۔ ایک ہی دھن اور تڑپ ہو گی۔ اب آزمائشوں کے تازیانے اور ابتلاؤں کے پھندے ہونگے اور اب ثابت قدم رہنا بس ان ہی لوگوں کے بس میں ہو گا جو ارادے کے سچے اور دھن کے پکے ہونگے۔[4]

جو باتیں انہوں نے تحریک کے آغاز ہی میں اپنے رفقاء میں واضح کر دی تھیں وہ یہ تھیں کہ

- یہ راستہ بڑا طویل، صبر آزما اور پر پیچ ہے لیکن منزل تک پہنچنے کا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے پیہم جدوجہد، مسلسل لگن اور صبر و عزیمت کے ساتھ دعوت کے تعارف اور تشکیل سیرت میں لگے رہنے کی ضرورت ہے
- تشدد اور بغاوت سے دوری نہایت اہم ہے۔ بلاشبہ اسلامی حکومت کا قیام اولین فریضہ ہے اور اس کے لیے جان ومال کی بازیاں بھی لگانی ہیں لیکن سارا کام علی الاعلان اور کھلم کھلا ہو گا۔ اخوان خفیہ سازشوں اور متشددانہ انقلابات کے حامی نہ تھے۔

---

[2] ماہانہ ترجمان القرآن، مئی 2007، ادارہ ترجمان القرآن، صفحہ 301

[3] افتخار احمد، اخوان المسلمون، فیصل آباد، المیزان پبلیکیشنز، 1990، صفحہ 31

[4] ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، اخوان المسلمون: تزکیہ، ادب، شہادت، کشمیر، القلم پبلیکیشنز، ٹرک یارڈ، بارہ مولہ کشمیر، 2011 صفحہ 91

اخوان المسلمین نے ملک کے ہر طبقہ میں کام کیا۔ فکری انقلاب کے لیے راہیں ہموار کیں، ارباب اقتدار کو تعمیر و اصلاح کی طرف توجہ دلائی، صحافت کے میدان میں ٹھوس تعمیری کام کیا، تعلیم کے شعبہ میں قابل لحاظ تبدیلی کا عنوان بنے۔ خدمت خلق کا وسیع اور بے لوث کام کیا۔ اقتصادی میدان میں ملک کو بیش بہا دولت سے نوازا۔ الغرض ہمہ جہتی خدمات انجام دیں۔

جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ اخوان نے آغاز ہی سے مثبت کام کے ذریعہ عوام الناس اور حکومتوں کو متاثر کیا تھا جس میں تعلیمی خدمات و اصلاحات اور مسلم حکمرانوں کو اسلام کے نظریہ حیات کے نفاذ کی دعوت شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو راہ راست پر لانے کے لیے اخوان نے کوشش جاری رکھی۔ مصر میں جتنی حکومتیں قائم ہوئیں چاہے وہ دستور پارٹی کی ہو یا وفد پارٹی کی یا آزاد، اخوان نے ان کی تائید نہیں کی بلکہ ہمیشہ ان سے الگ رہے۔ اخوان کا اصول تھا کہ

جو حکومت سراسر غیر اسلامی اصولوں پر قائم ہو، اس سے بھلائی کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی، وہ کسی تائید اور حمایت کی مستحق نہیں ہے [5]

پہلے مرحلہ میں ہی الاخوان نے اپنی دعوت کو جامعیت کا رنگ دیا تھا۔ ان کے لکھے گئے خطوط واضح کرتے ہیں کہ اصلاح احوال سے حسن البنا کی مراد صرف دینی یا اخلاقی اصلاح نہ تھا بلکہ وہ نظام حکومت، اقتصادی نظام، تعلیمی اور تربیتی نظام ملکی قوانین اور داخلی و خارجی سیاست تک میں بنیادی اصلاحات چاہتے تھے۔

خود حسن البنا تحریک کا تعارف کراتے ہوئے کہتے ہیں کہ

یہ تحریک ایک جامع نظریہ پر قائم ہے اور اصلاح کے تمام گوشوں اور حقیقتوں پر حاوی ہے۔ یہ ایک سلفی دعوت ہے کیونکہ یہ کتاب و سنت کی علمبردار ہے اور اسلام کو اس کے اصل چشمہ صافی کی طرف لوٹا دینا چاہتی ہے۔ یہ ایک طریقہ سنت ہے کیونکہ اخوان ہر چیز میں سنت مطہرہ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایک سلسلہ تصوف ہے اس لیے کہ اخوان یہ سمجھ چکے ہیں کہ ہر بھلائی کی بنیاد پاکیزگی نفس، صفائے دل اور محبت الٰہی ہے۔ یہ ایک سیاسی تنظیم ہے اس لیے کہ ہم ملک کے اندر بھی اور باہر بھی نظام حکومت کی اصلاح چاہتے ہیں اور قوم کو عزت و وقار کی تربیت دینا چاہتے ہیں۔ یہ ایک ریاضیاتی گروپ ہے اس لیے کہ اخوان ورزشی ٹیموں کے ذریعہ سے اپنی جسمانی تربیت کرتے ہیں اور دوسری کھلاڑی ٹیموں کے ساتھ میچ کھیلتے ہیں۔ یہ ایک علمی اور ثقافتی انجمن ہے اس لیے کہ اخوان کے کلب اور مراکز فی الحقیقت تعلیم و تربیت کے مدرسے اور عقل و روح کو جلا دینے کے ادارے ہیں۔ یہ ایک اقتصادی کمپنی ہے اس لیے کہ اسلام مالی امور بھی سلجھاتا ہے۔ اخوان اسلامی کمپنیاں کھول کر قومی اقتصادیات کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایک معاشرتی نظریہ ہے اس لیے کہ اخوان معاشرے کی بیماریوں کو معلوم کرتے ہیں اور امت کو ان سے شفایاب کرنے کے لیے علاج تجویز کرتے ہیں [6]

اخوان کی اسلامی انقلاب لانے کی جدوجہد خالصتاً دستوری اور آئینی بنیادوں پر رہے۔ اخوانی قیادت نے تمام حالات سے گزرنے کے باوجود کبھی اسطرح نہیں سوچا کہ وہ طاقت کے ذریعہ انقلاب برپا کریں۔ ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ وہ اخوان جو یہودی طاقت کے سامنے کھڑے رہے ان کے لیے یہ راستہ اختیار کرنا چنداں مشکل نہ تھا لیکن نہ کبھی انہوں نے خود یہ راستہ اختیار کیا اور نہ ہی کسی ایسے گروپ کا ساتھ دیا جس کے پیش نظر تشدد کے ذریعہ حکومت پر قبضہ کرنا ہو۔ 1952ء کے انقلاب مصر کے دوران کمیونسٹوں کے لیڈران نے اخوانیوں کو یہ تجویز پیش کی تھی کہ فوجی حکومت کے خلاف ایک زیر زمیں مشترکہ تحریک چلائیں اور انقلاب لے آئیں لیکن حسن الہضیبی نے اعلانیہ کہا کہ خدمت دین خفیہ نہیں ہوسکتی۔

اخوان کے نزدیک انقلاب سے مراد کسی حکومت کا تختہ الٹنا یا بیرونی سازش کے تحت اقتدار پر قبضہ کرنا نہیں بلکہ دستوری ذرائع سے حکومت کی تبدیلی اور ایسی اصلاحات نافذ کرنا ہے جو پرانے ڈھانچہ کو تبدیل کرکے رکھ دے۔ اخوان کا مطمع نظر نظام کی تبدیلی ہے نہ کہ چہروں کی تبدیلی۔ ان کے نزدیک حکومت کو اسلامی بنانے کے لیے ایسی اصلاحات ضروری ہیں جن سے مثبت نتائج پیدا ہو جائیں۔ وہ تبدیلیاں جو اخوان لانا چاہتے ہیں وہ یہ ہیں:۔

1. جن لوگوں نے ماضی میں اپنی سرکاری یا غیر سرکاری حیثیت میں سیاستدانوں، عدلیہ کے ارکان اور سول سروس کے ارکان کے ساتھ ملکر قومی دولت کو لوٹا۔ ان پر کھلی عدالت میں بلا تخصیص عہدہ، رتبہ یا مرتبہ مقدمہ چلا کر قرار واقعی سزائیں دی جائیں تا کہ وہ دوسروں کے لئے باعث عبرت بنیں۔

---

[5] خلیل احمد حامدی، اخوان المسلمون تاریخ۔ دعوت۔ خدمات، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، 2010، صفحہ 26

[6] خلیل حامدی، حسن البناء کی ڈائری، اسلامک پبلیکیشنز، 1974، صفحہ 93

2. ایسے افراد جنہوں نے دستور جیسی مقدس دستاویز کا حلف اٹھا کر اسے خود ہی پامال کیا ہو زیادہ سے زیادہ سزا کے مستحق ہیں۔ ان کے نزدیک دستور کے ساتھ بد عہدی انسانی کردار کی کمزوریوں کو واضح کر دیتی ہے۔

3. دستور میں ایسی ترامیم کی جائیں جن کا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ ہو اور ایسے قوانین کا خاتمہ ہو جو آزادی اور حریت فکر کے خلاف ہوں۔ دستور میں ایسی تبدیلیاں جن کا مقصد نظام اسلامی کا نفاذ ہو تدریجاً ہونا چاہیے کیونکہ جذباتی نعروں اور انقلابی سوچ سے جو تبدیلیاں جنم لیتی ہیں ان سے نہایت مضر قسم کے اثرات سوسائٹی پر مرتب ہوتے ہیں۔

4. جاگیر دارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کرنے کے لئے ایسے اقدامات کرنے ہیں جن کے ذریعہ سے زمین کی زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم حد کا تعین کیا جاسکے۔ حسن البناء شہید نے اپنی شہادت سے پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ اگر اخوان اقتدار پر آ گئے تو ہم مصر کے نظام ملکیت پر نظر ثانی کریں گے۔ جو بڑی جائیدادیں ہیں، ان کو چھوٹا کریں گے اور ان کے مالکان کو اس طرح معاوضہ ادا کریں گے جو ان کے اور سوسائٹی دونوں کیلئے مفید ہو چھوٹی ملکیتوں کی ہم کو ہمت افزائی کرنا چاہیے تاکہ تہی دست غریب یہ محسوس کریں کہ اس وطن میں ایسے لوگ بھی ہیں، جو ان کی فکر کرتے ہیں اور ان کا درد رکھتے ہیں۔

5. سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں موجود تفاوت کو دور کیا جائے گا جو بادشاہت کے زمانہ سے چلا آرہا ہے جس میں دو سو اور سو فیصد تک کا فرق ہے

6. مزدوروں کو کارخانوں اور ملوں کے پیداواری منافع میں اور فلاحین کو زمین کی پیداوار میں شریک کیا جائے گا تاکہ سوسائٹی کے ان مفلوک الحال طبقوں میں احساس ذمہ داری، خود اعتمادی اور ملک و قوم سے پہلے سے زیادہ محبت پیدا ہو سکے

7. پولیس کی اصلاح پر خصوصی توجہ دی جائے گی کیونکہ پاشاؤں کے نظام نے سرکاری ملازمین بالخصوص پولیس کی اخلاقی تربیت پر زور نہیں دیا جاتا تھا۔ ناقابل اصلاح، غلط کار اور عادی رشوت خور ملازمین کو ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔

8. نوجوانوں اور تندرست افراد کے لیے فوجی تربیت لازمی قرار دی جائے گی۔

9. سول سروس میں شامل افراد کے عقائد کو درست کئے بغیر انقلاب کے نتائج کا حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ عقائد کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ ان کے کام کی نوعیت کو بدلنا بھی ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے جامع الازہر سے فارغ طلباء کو جو جدید و قدیم علوم سے کماحقہ واقف ہوں ان کو سول سروس میں موقع دیا جائے گا۔ مزید براں ان کے کردار کی بھی نگرانی ہو گی۔[7]

اخوان المسلمین نے مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی اپنی تحریک میں نمایاں مقام دیا اور اس تحریک میں عملی میدان اور قلمی میدان ہر دو جانب خواتین نے موثر طور پر کام کیا۔ مریم جمیلہ نے اپنے مقالہ میں اخوان کے نکالے جانے والے پمفلٹوں میں ایک ''مسلمانوں بہنوں کے فرائض'' کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ

اخوان نے اپنی تحریک میں خواتین کو روز اول ہی سے شامل کیا۔ 'اخوات المسلمین' کی شاخوں کے بھی وہی نظریات تھے جو مردوں کے تھے۔ بس انہیں خواتین کی ضروریات کے مطابق بنالیا تھا۔ ان کا مقصد خواتین کو عزت، نیکی اور عصمت و عفت کے مدارج عالیہ سے ہمکنار کرنا تھا۔ 'اخوات' کی سرگرمیاں تعلیم اور سماجی بہبود کے امور پر مرتکز تھیں[8]

اخوان کی تربیت کا طریقہ کار:

---

[7] افتخار احمد، اخوان المسلمون، فیصل آباد، المیزان پبلیکیشنز، 1990، صفحہ 211-214

[8] اسلام ایک نظریہ ایک تحریک، مریم جمیلہ، لاہور، محمد یوسف خان اینڈ سنز، 1978، صفحہ 259

ربانیت یا ایمان اسلامی تربیت کا سب سے اہم عنصر ہے۔ اخوان کی تربیت کے انداز میں تزکیہ و تربیت کا اولین مقصد ایک مومن انسان کی تعمیر ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اسلام میں ایمان محض زبانی دعوے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی روحانی واخلاقی حقیقت ہے جو انسان کے دل و دماغ کی گہرائیوں تک اپنا اثر و نفوذ رکھتی ہے۔ اخوان المسلمین نے اپنے طریقہ تربیت میں اس بات کی کوشش کی کہ متکلمین، فقہا اور صوفیاء نے ایمان کے جو صحیح مراتب قائم کئے ہیں انہیں یکجا کیا جائے۔ مسلمانوں نے جن چیزوں کو چھوڑ دیا تھا اور جس کی وجہ سے وہ شکست وریخت سے دوچار ہوئے انہیں از سر نو اختیار کیا جائے، چنانچہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین کے حالات کو اخوان نے اپنے نصاب میں شامل کیا۔ انہوں نے تربیت و اصلاح کا سارا زور دلوں کو زندہ کرنے پر صرف کیا کہ ان پر سے مردنی ختم ہو سکے۔ دلوں میں سوز و گداز پیدا کیا جاسکے تاکہ قساوت وسنگدلی کا خاتمہ ہو سکے۔ حسن البنا کے رسائل، مقالات، گفتگو، عوامی میٹنگوں میں ان کی تقریروں، کنبوں، گھرانوں اور قوم کے لوگوں میں ان کی باتیں سب کا مرکز و محور انسانی دل ہوتے تھے۔[9]

حسن البنا کو اس امت کا اصل مرض بخوبی معلوم تھا۔ وہ اس مرض کی دوا اور حقیقی علاج سے بھی پوری طرح آشنا تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اللہ کی معرفت حاصل نہ ہونا ہی اصل مرض ہے، اور اللہ تعالی کی معرفت ہی اس امت کا حقیقی علاج بھی ہے۔ انہیں اس بات کا پورا پورا ادراک حاصل تھا کہ نفس انسانی میں دو اطراف سے کمزوری آتی ہے جس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ترک کر بیٹھتا ہے، وہ دو چیزیں ہیں حرص اور خوف۔ اگر انسان کو اللہ تعالی کے تنہا رازق ہونے اور اسی کی طرف سے موت کا یقین ہو جائے تو وہ کبھی حق سے جی نہ چرائے گا اور نہ ہی پسپائی اختیار کرے گا۔ انہی بنیادوں پر انہوں نے اپنے رفقاء کی تربیت کی بنیاد کر رکھی تھی۔

اخوان کی تربیت میں تصوف اور سیاست کو یکجان کیا گیا تھا۔ کارکنان میں مقصد تحریک واضح ہو، انہیں تشدد سے گریز اور مزاحمت کی تلقین کی جائے اور خود احتسابی کا عمل بھی موجود ہو۔ اس حوالہ سے جن نکات کی خاص اہمیت نظام تربیت میں تھی وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

1. نگاہ صرف ہدف پر ہی نہ ہو بلکہ وسائل و ذرائع اور خطوط و نقوش کے تعین میں بھی ذریعہ بھی اتنا پاکیزہ ہو جتنا ہدف ہے۔ وہ بھی اسی قدر اخلاقی، قانونی اور انسانیت نواز ہونا چاہیے جتنا نصب العین پاکیزہ اور مقدس ہے۔
2. اسلامی تحریک کا نظم بڑا ٹھوس اور اس کی منصوبہ بندی ہر طرح سے جامع اور مکمل ہو۔
3. کارکنوں کی اعلیٰ فکری واخلاقی تربیت کی بھرپور ضمانت حاصل ہو۔

اخوان المسلمین کے شیخ البہی الخولی نے داعیانِ دین کے لیے تین قسم کے عقلی، روحانی اور نفسی ذخائر کو لازمی قرار دیا ہے:۔[10]

1. حقیقت پسندانہ عقلیت جو محض نظریاتی نہ ہو بلکہ عملی اور حسی ہو
2. معاشرتی روحانیت
3. ایجابی فطرت جو سلبی نہ ہو بلکہ اقدام و عمل پر آمادہ رہتی ہو

اسی طرح دیگر اسلامی تحریکات کی طرح اخوان نے بھی فرد کو بنیادی اہمیت دی کیونکہ اسلامی شریعت کا اصل خطاب فرد سے ہے۔ سب سے پہلے عذاب و ثواب کا سارا فلسفہ فرد ہی کے گرد گھومتا ہے۔ احکام و قوانین فرد کو ہی پہلے مخاطب بناتے ہیں۔

اس کے بعد اصلاح نفس پر زور دیا گیا کیونکہ نوآبادیاتی نظام کے دوران انگریزی سامراج نے معاشرہ کو ذلت اور پستی میں گرا دیا تھا اسے نفس کی تربیت کے ذریعہ ہی دوبارہ پروان چڑھایا جاسکتا تھا۔

شیخ حسن البنا نے بیعت کے دس ناگزیر اجزا پر زور دیا ہے جو اسلامی شخصیت کے عناصر ترکیبی ہیں:۔

---

[9] ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، اخوان المسلمون: تزکیہ، ادب، شہادت، کشمیر، القلم پبلیکیشنز، ٹرک یارڈ، بارہ مولہ کشمیر، 2011، صفحہ 255

[10] ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، اخوان المسلمون: تزکیہ، ادب، شہادت، کشمیر، القلم پبلیکیشنز، ٹرک یارڈ، بارہ مولہ کشمیر، 2011 صفحہ 211

1۔ فہم　　2۔ اخلاص　　3۔ عمل

4۔ جہاد　　5۔ قربانی　　6۔ اطاعت کیشی

7۔ ثابت قدمی　　8۔ یکسوئی　　9۔ بھائی چارہ

10۔ باہمی اعتماد

ان مقاصد تربیت کے لیے جن چیزوں کالازمی قرار دیا گیاان میں قرآن وسنت کا مطالعہ، تزکیہ نفس کی کوشش، اور شہادت کا شوق موجود ہے۔اس کے ساتھ ساتھ مناجات کا اہتمام بھی کیا جائے۔اس کے ساتھ احتسابی چارٹ کی خانہ پری بھی تھا۔اس چارٹ میں روزمرہ کی زندگی سے متعلق سوالات درج ہوتے ہیں۔کارکن ان سوالات کو اپنے سامنے رکھے اور ہاں یا نہیں میں اس کا جواب دے تاکہ وہ خود محاسبہ کرسکے کہ اس نے ان اصولوں کی مخالفت کی ہے یا اس سے کوئی کوتاہی سرزد ہوئی ہے۔محاسبہ کا یہ عمل رات میں ہوتا ہے جبکہ دن بھر کے کاموں کو نمٹانے کے بعد وہ بستر پر دراز ہوتا ہے۔

اخوان کے تربیتی نظام پر یوسف القرضاوی نے مختلف چارٹ بھی دکھائے ہیں جن کے مطابق

- چار مراحل تربیت ہیں: انصار، مجاہدین، نقیب ونائبین
- ان مراحل میں قرآن، حدیث، اصول ثلاثہ، فقہ، اصول فقہ، توحید، تصوف، عربی، تاریخ اسلامی، سیرت و حیات صحابہ، جدید ثقافت ، اسلامیات، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں ومنصوبے اور فقہ الدعوۃ کے نصاب کی تربیت کی جاتی تھی۔
- اس کے بعد چار مراحل فرائض سے آگاہی دی جاتی تھی۔
- اور ہر مرحلہ کی تربیت کے لیے سرکلز کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

اسی طرح حسن البنانے اپنے رفقاء کو دس نصیحتیں کی ہیں جو **الوصایاالعشر** کے نام سے معروف ہیں۔یہ وصیتیں ہر اخوانی کے پاس محفوظ رہتی ہیں۔وہ ہمیشہ ان کی روشنی میں اپنی سرگرمیوں کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔وہ ان وصیتوں میں کہتے ہیں[11]:۔

1. حالات خواہ کچھ بھی ہوں، اذان کی آواز کانوں میں پڑتے ہی نماز کے لیے کھڑے ہوجاؤ۔
2. قرآن کی تلاوت کرو یا اس کا مطالعہ کرو یا اسے سنو یا اللہ کو یاد کرو اور اپنا کوئی وقت بے فائدہ کاموں میں صرف نہ کرو۔
3. فصیح عربی بولنے کی کوشش کرو اس لیے کہ یہ اسلام کا شعار ہے۔
4. کوئی بھی معاملہ ہو، اس میں زیادہ بحث مباحثہ مت کرو اس لیے کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔
5. زیادہ نہ ہنسو اس لیے کہ جس دل کا تعلق اللہ سے ہو وہ سنجیدہ اور باوقار ہوتا ہے۔
6. ٹھٹھا نہ کرو۔مجاہدِ امت کوشش اور محنت کے علاوہ کسی چیز سے واقف نہیں ہوتا۔
7. مخاطب سے اپنی آواز بلند مت کرو کہ اس میں رعونیت پائی جاتی ہے اور مخاطب کو تکلیف ہوتی ہے۔
8. افراد کی غیبت اور اداروں کی زخم کاری سے بچو اور خیر کے سوا کوئی بات نہ کہو۔
9. اپنے جس بھائی سے ملو اس کا مکمل تعارف حاصل کرو گرچہ وہ تم سے اس کا مطالبہ نہ کرے اس لیے کہ ہماری دعوت کی بنیاد محبت اور باہمی تعارف پر ہے۔

---

[11] ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی، اخوان المسلمون: تزکیہ، ادب، شہادت، کشمیر، القلم پبلیکیشنز، ٹرک یارڈ، بارہ مولہ کشمیر، 2011 صفحہ 234

10. فرائض بہت ہیں اور وقت کم۔ دوسروں کی اُن کے اوقات کے صحیح استعمال میں مدد کرو اور اگر تمہیں کوئی کام ہو تو اسے جلد نمٹاؤ۔

روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ انہوں نے جسمانی تربیت کی طرف بھی توجہ دی کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ عالمی سامراجی طاقتوں کا مقابلہ جذبہ جہاد سے ہی ہو سکتا ہے لیکن یہ کام خفیہ کرنے کا نہ تھا۔ اخوان المسلمین نے 1938ء میں جہاد کی تیاریاں شروع کر دی تھیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ انگریزوں کو ملک سے نکالنے کے لیے مسلح جدوجہد ضروری ہے۔ ان رضاکار دستوں کے تیاری کے اصل محرک تو میجر محمود لبیب تھے لیکن اس کا اعلان دسویں سالگرہ پر امام حسن البنا شہید نے خود کرتے ہوئے واضح کیا کہ الاخوان اپنی جسمانی تربیت پر بھی خاص توجہ دیں کیونکہ **المومن القوی خیر المومن الضعیف** کے مصداق بنیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اہم ہے کہ دین کے تمام احکام کو پورا کرنے کے لیے ایک قوی جسم کی ضرورت ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی مشقیں وہی شخص کر سکتا ہے کہ جو زندگی کی دوڑ دھوپ اور معاشی تکالیف کو جھیل سکتا ہو۔ اس مقصد کے لیے حسن البنا نے رفقاء کے لیے تین اہم اقدامات کا اعلان کیا جن میں کتیبوں کا قیام، جمعیتوں کا قیام اور تعلیمی اسباق شامل ہیں۔ تفصیلات کے مطابق

- پہلے اقدام کا مقصد یہ تھا کہ اخوانی کارکن نماز، ذکر، تلاوت کلام پاک اور نوافل وغیرہ میں رات گزارنے کے لیے ایک جگہ پر اکھٹے ہوں۔
- دوسرے اقدام کا مقصد کارکنوں کی جسمانی تربیت تھا۔ جس کے تحت کارکنوں کو ورزش، اسکاؤٹنگ، ویٹ لفٹنگ وغیرہ کی تربیت دی جاتی تھی
- تیسرے اقدام کا مقصد کارکنوں کی فکری نشوونما تھا۔ اس مقصد کے لیے ان کو فن تقریر سے بھی روشناس کرایا جاتا تھا۔

روحانی، جسمانی اور فکری تربیت کے مراحل کو کامیابی سے طے کرنے کے بعد جہاد میں شمولیت کے لیے رضاکاروں کا انتخاب کیا جاتا تھا۔ اس انتخاب کے بعد بھی مزید تین مراحل تھے جن سے گزرنا پڑتا تھا ان میں

- پہلا مرحلہ جسمانی ورزش، فٹبال، ریسلنگ، باکسنگ، دوڑ، نیزہ بازی اور دیگر کھیلوں میں شمولیت لازمی تھی
- دوسرے مرحلہ میں تیراکی، اسکاؤٹنگ کی تربیت دی جاتی تھی
- تیسرے مرحلہ میں ہوم گارڈز کی تربیت دی جاتی تھی جس میں صرف جوانوں کو شریک کیا جاتا تھا

تیسرے مرحلہ میں شامل ہونے والوں کا نعرہ ''مطلق تابعداری'' تھا۔ انہیں دوران تربیت جہاد سے متعلق آیات قرآنی بھی سنائی جاتی تھیں، فرسٹ ایڈ کی تربیت بھی دی جاتی تھی۔ اسی طرح مختلف ہتھیاروں کا استعمال بھی سکھایا جاتا تھا۔